www.KitaboSunnat.com

جبکہ گندے اور ناپاک رہنے والے لوگ نفرت کا نشانہ بنتے ہیں۔[۱]

مساجد کی وجہ سے ہمیں پاکیزگی اور صفائی کی نعمت بھی میسر ہے۔ مسجد میں نماز کے لیے آنے والے ہر شخص کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے وضو کرے (جس کے ساتھ مسواک مسنون ہے) بدبودار چیز لہسن، پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آئے۔ بلکہ ہو سکے تو خوشبو یا عطر وغیرہ لگا کر آئے۔ کپڑے خواہ پھٹے پرانے ہی کیوں نہ ہوں۔ پاک اور صاف ضرور ہوں۔ بنابریں نماز کی پابندی کرنے اور مسجد میں پانچ وقت حاضری دینے سے انسان میں طبعی طور پر طہارت و نظافت کے احساسات کروٹ لیتے ہیں جو ایک معاشرہ کی عظمت اور سربلندی کے امین ہیں۔

الغرض نماز باجماعت ادا کرنے اور مساجد سے اپنا رشتہ جوڑ لینے میں ہمیں بہت سی ایسی نعمتیں اور فوائد میسر ہیں کہ جن کا مخلصانہ صحیح جائزہ لینے سے ہی اسلام کی حقانیت ہر ایک پر واضح ہو جاتی ہے۔ اور ہم اپنے تئیں دنیا کی کسی بھی غیر مسلم قوم سے بہتر اور برتر محسوس کرنے لگتے ہیں۔

(۴) مساجد کی سیاسی اہمیت

سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی مسجد کو ایک نمایاں اور منفرد حیثیت حاصل ہے۔ قرونِ اولیٰ میں مسلمان مساجد میں صرف نماز ہی کے لیے اکٹھے نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے تمام اجتماعی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کے حل کے لیے صلاح و مشورے اور فیصلے وغیرہ بھی مساجد ہی میں ہوتے تھے۔ ہر نماز کے بعد مجلس شوریٰ منعقد ہوتی جس میں مختلف مسائل زیر بحث آتے اور ان کے فوری تدارک کے لیے تجاویز اور پروگرام مرتب کیے جاتے تھے۔ (گویا کہ یہ اس دور کی اسمبلی بھی تھی) اسی طرح باہر سے جو وفود اور سفراء وغیرہ آتے ان سے ملاقات و مذاکرات بھی مسجد ہی میں ہوتے اور اگر کہیں لشکر کشی کا ارادہ ہوتا تو اس کے لیے بھی تجاویز مسجد ہی میں پاس کی جاتی تھیں یہاں تک کہ مسجد نبوی میں تو لوگ فنونِ حرب کی مشق بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"مسجد نبوی میں حبشی کے لوگ کرتب کھیلتے اور میں حضورؐ کی اوٹ میں بیٹھ کر انہیں دیکھا

۱۔ موجودہ دور کی مہذب اور ترقی یافتہ اقوام جن کی ہر حرکت کی تقلید کو ہم ایمان کا درجہ دیتے ہیں اس قدر گندگی اور ناپاک رہنے کی عادی ہیں کہ کراہت محسوس ہوتی ہے لیکن وائے بدقسمتی کہ ہم انہیں اس معاملے میں بھی اپنا ہیرو خیال کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں "محدث" میں ایک مضمون "روشن دور کی تاریکیاں" کے عنوان سے پچھلے ہی ماہ شائع ہوا ہے جسے پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ غاروں میں برہنہ رہنے والا قدیم زمانے کا انسان بھی ان کی نسبت زیادہ مہذب تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی تھی۔" (بخاری بمعناہ)

دورِ نبوی اور اس کے بعد خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں مسجد کو عدالت کی حیثیت حاصل رہی۔ مقدمات یہیں فیصل ہوتے اور مجرموں کی سزائیں وغیرہ بھی یہیں تجویز ہوتی تھیں۔ حد البتہ مسجد سے باہر لگائی جاتی تھی۔

سیاسی لحاظ سے مسجد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امیر المومنین کی خلافت کے لیے مسجد کی امامت کو دلیل پکڑا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خلیفہ ہیں، کی خلافت کے لیے مسلمانوں کے نزدیک ایک سند یہ بھی تھی کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی امامت کا شرف حاصل ہو چکا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عدم موجودگی یا بیماری کے ایام میں آپ ہی کو امام مقرر فرمایا تھا۔

غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ اگر کہیں حملے کا ارادہ فرماتے تو رات بھر انتظار کرتے۔ صبح کو جہاں سے اذان کی آواز آتی، وہاں حملہ کرنے سے روک دیتے۔ چنانچہ ایک سفرِ جہاد میں آپ کے کانوں میں ایک طرف سے "اللہ اکبر" کی آواز آئی تو آپ نے فرمایا:

"فطری شہادت ہے۔" اس کے بعد آپ نے "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ" کی آواز سنی تو فرمایا،

"آگ سے نجات ہوگی۔" (صحیح مسلم)

تمام مجاہدین کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم تھا۔

"اذا رأیتم مسجدا او سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا احدا" (ترمذی۔ ابوداؤد)

کہ اگر کہیں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں کسی شخص کو قتل نہ کرو۔

مندرجہ بالا توضیحات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مسجد کو دینی، تعلیمی، معاشرتی اور سماجی اہمیت کے علاوہ سیاسی لحاظ سے بھی بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دینِ اسلام کی بنیاد ہی مسجد پر رکھی گئی ہے۔ مسجد ہمارا دینی شعار ہے۔ اور کسی قوم کی زندگی اس کے شعار ہی سے وابستہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر آج ہماری مسجدیں آباد اور پُر رونق ہیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہم میں غیرتِ اسلامی، اور حمیتِ دینی موجود ہے ورنہ ——————— مفقود!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالرشید اظہر (سلفی)

قسط نمبر ۳

دینی مدارس کی اصلاح !

بسلسلہ "دینی مدارس کے نصاب اور طرز تعلیم پر ایک نظر"

قارئین کرام پہلی دو قسطوں میں دینی مدارس میں زیر تدریس علوم و فنون کا تاریخی ارتقاء و انحطاط اور ان کی مروجہ نصابی حیثیت پر ہمارا ناقدانہ تبصرہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب میں اسلامی تعلیم کے صحیح مقصد کی روشنی میں چند بنیادی اصلاحی تجاویز پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ ارباب فکر اور اصحاب مدارس ان کا ماہرانہ جائزہ لے کر انہیں عملی جامہ پہنانے کی سعی مشکور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو! ——— آمین

مرکزی فکر

میرے مضمون کا مرکزی فکر یہ ہے کہ دورِ حاضر میں دین و دنیا کے امتیاز اور تعلیم پر سامراجی اثرات چھا جانے کی وجہ سے جس دوئی[1] نے جڑیں پکڑ لی ہیں، جس کے نتیجہ میں معاشرہ دو الگ الگ متصادم راہیں اختیار کر چکا ہے۔ اس کو کیسے ختم کیا جائے اور ان دو "دین پسند" اور "دنیا پرست" طبقوں میں وحدت پیدا کر کے کس طرح ان کو انسانیت کے صحیح نصب العین پر گامزن کیا جائے۔ تاکہ کتاب و سنت کی تعلیم سے جہاں دنیا دی زندگی کے لیے کامیاب راہنما پیدا ہوں وہاں عصری تعلیم سے آراستہ ایسے ماہرین اور صاحبِ فن تیار ہوں جو مادی ترقی میں برتری حاصل کر کے دنیا میں اللہ کے دین کی سرفرازی کا باعث بنیں۔ دین و دنیا میں اگر کوئی نظری فرق ہے تو صرف اس قدر کہ دنیا ایک زندگی ہے اور دین اس کا ضابطہ ورنہ عملی اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔

تعلیم میں دنیا اور دین کی ثنویت (دوئی) کی وجہ سے ایک طرف دین پسند طبقہ معاشرتی اور تمدنی مسائل سے آنکھیں بند کر کے اپنی مساعی کو مسجد تک محدود رکھے ہوئے ہے اور روز بروز جزوی اور فروعی مسائل کے اختلاف کو ابھارنے سے تعصب اور فرقہ پرستی کا شکار ہو کر تشتت و افتراق میں بڑھ رہا ہے اور دوسری طرف دنیا پرست طبقہ دین کو قدامت پرستی اور رجعت پسندی قرار دے کر اپنی مادی زندگی میں مگن ہوا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایک باپ سے پیدا کر کے نہ صرف نسلی وحدت دی بلکہ اپنی ذی عقل ناری اور نوری مخلوق جن و ملائکہ سے آدم کو سجدۂ تعظیمی کرا کے ہمیں اعلیٰ و برتر مقصدِ حیات کا امین بنایا گویا کہ کل

[1] (۱؎ یعنی دینی اور دنیاوی صورت میں تعلیم کی دو قسمیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات انسان کے لیے پیدا فرما کر اسے اپنے لیے چن لیا۔

ہم نے تعلیمی اصلاح کے لیے اولیں حیثیت دینی مدارس کو اس لیے دی ہے کہ تعلیم میں بنیادی چیز مقصد ہے اور ہمارے دینی مدارس تمام تر زبوں حالی اور زمانہ کے تقاضوں سے تغافل برتنے کے باوجود جس نصب العین کو سامنے رکھے ہوئے ہیں وہی انسانیت کی فلاح کا ضامن ہے جبکہ دنیاوی مدارس ترقی کے بلند بانگ دعووں اور روشن خیالی کے زعم کے باوجود ابھی تک یہ نہیں جان سکے کہ تعلیم کا اصلی مقصد کیا ہے؟ کیا انسان صرف اس لیے پیدا ہوا ہے کہ دو وقت روٹی پیٹ بھر کر کھا لے یا لباس، سواری اور عمارات میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کر کے اس پر فخر و مباہات کے نعرے لگا سکے۔ لہٰذا دینی مدارس میں صحیح نصب العین کی موجودگی ہمیں اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ اس کے حصول کے لیے پہلے انہیں اپنی کوششوں کا محور بنایا جائے۔

تعلیم کا مقصد

تعلیم کا مقصد وہی ہے جو انسانی زندگی کا مقصد ہے یعنی تعلیم ہی انسان کو اس کے مقصد کی راہ دکھاتی ہے، اور تعلیم وہی صحیح ہے جو انسان کو اس کے مقصدِ زندگی سے واقف کر کے اسے اس پر گامزن کر دے۔ انسانی زندگی کا مقصد بلاشبہ حق کی عبودیت ہے جس کا اظہار انسان اللہ اور اللہ کے بندوں کے حقوق (اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے مطابق) پورے کر کے کرتا ہے۔ اور مکمل عبودیت یہ ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ خود اس پر راسخ ہو جائے بلکہ دوسروں کو بھی اس پر گامزن کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے کیونکہ معاشرہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے کوئی شخص خود اس وقت تک صحیح رستے پر مکمل طور پر کاربند نہیں رہ سکتا جب تک کہ سارے معاشرے کا تعاون اور دور اسی نصب العین کی طرف نہ ہو، جس کی طرف وہ خود رواں دواں ہے۔ انہی انفرادی اور اجتماعی طریقوں کی واقفیت صحیح تعلیم ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے دین کو ہمارے لیے ضابطہ بنا دیا ہے لہٰذا ہر قسم کی تعلیم خواہ وہ اللہ کے حقوق بتائے یا بندوں کے وہ دین ہے اور یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے۔ مختصر لفظوں میں یوں کہیے کہ تعلیم انسان کے لیے (اپنے بھائیوں کے تعاون کے ذریعہ) کلمۃ اللہ کی بلندی اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے طریقوں سے واقفیت کا نام ہے۔ یہی وہ نقطہ ہے جہاں اسلامی تعلیم مادی تعلیم سے کٹ کر اپنا ایک ٹھوس مقصد متعین کر لیتی ہے جس کے بغیر دنیا و مافیہا سے واقفیت بھی جہالت ہے رضائے الٰہی کے عظیم مقصد کے تعین کے بعد تعلیم میں ہماری کامیابی اور ناکامی کے پیمانے بھی بدل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ